فتاویٰ عالمگیری اور اس کے مؤلفین

مولوی محمد عمران ممتاز، متعلم تخصص فقہ اسلامی

جناب نبی کریم ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک مسلمان جہاں کہیں گئے، وہاں انہوں نے اپنے علمی، اخلاقی، عملی اور تمدنی مآثر چھوڑے، جو آج تک ان کی پہچان بنے ہوئے ہیں۔

دینی علوم میں خدمات کے اعتبار سے برصغیر پاک وہند کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ یہاں مختلف اسلامی علوم نے اپنے لئے جگہ بنائی، مفسرین پیدا ہوئے، محدثین نے علم حدیث کی بساط بچھائی اور فقہاء نے فہم ودرک کی مسندیں آراستہ کیں، نو پیش آمدہ مسائل کی گرہ کشائی کی، کتابیں لکھیں، مدرسے قائم کئے اور وعظ وارشاد کی محفلیں سجائیں۔ اس کارِ خیر میں علماء امت کے فرض منصبی کی بجا آوری میں بعض سلاطین اسلام کی دین دوستی کا بہت بڑا حصہ بھی شامل ہے۔

ایسے ہی علمی کارناموں میں سے ایک اہم کارنامہ "الفتاویٰ الهندية" معروف بہ فتاویٰ عالمگیری بھی ہے، جسے مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیرؒ کی ایماء وتمنا پر علماء کی ایک جماعت نے مرتب کیا۔

اورنگزیب عالمگیرؒ:

ابومظفر محی الدین اورنگزیب عالمگیرؒ بن شاہ جہاں ۱۵؍ذوالقعدہ ۱۰۲۸ھ کو دوحد کے مقام پر پیدا ہوئے۔ اورنگزیب عالمگیر کی زندگی کے دو نمایاں پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں، ایک پہلو بادشاہت کا ہے اور دوسرا عالم دین وخادمِ اسلام ہونے کا۔ ہم یہاں صرف ان کے علم وتدین کے موضوع سے تعرض کریں گے اور وہ بھی صرف اس پہلو سے کہ اصل موضوع (فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب وتصنیف) کے ساتھ عالمگیر کی زندگی کے ایک حصہ کا تعلق ہے۔ آپؒ کی سعی مسلسل سے یہ فتاویٰ معرض وجود میں آیا۔ انہوں نے علم دین مولانا عبد اللطیفؒ، مولانا ہاشم گیلانیؒ اور شیخ محی الدین بن عبد اللہ بہاریؒ سے حاصل کیا۔ عمدہ خط میں ضرب المثل تھے۔ خط نسخ اور خط نستعلیق کے ماہر تھے۔ تختِ سلطنت پر براجمان ہونے سے پہلے اپنے ہاتھ سے ایک مصحف لکھا اور اُسے مکہ مکرمہ بھیجا، پھر حکمرانی کے دور میں دوسرا مصحف

لکھا، جس پر اس زمانے میں سات ہزار روپیہ کا خرچ آیا اور اُسے مدینہ منورہ بھیجا۔

عالمگیرؒ کو علم حدیث میں بھی کمال حاصل تھا، دورِ حکمرانی سے پہلے ایک کتاب ''الأربعین'' لکھی، جس میں نبی کریم ﷺ کی چالیس قولی احادیث جمع کیں۔ اسی طرح کی ایک دوسری کتاب زمانۂ بادشاہت میں لکھی، پھر ان دونوں کا فارسی میں ترجمہ کیا اور عمدہ حواشی بھی لگائے۔

بادشاہ موصوف ہفتہ میں تین دن مولانا سید محمد حسینی قنوجی، علامہ محمد شفیع یزدی اور نظام الدین برہان پوری رحمہم اللہ کے ساتھ احیاء العلوم، کیمیائے سعادت اور فتاویٰ ہندیہ کا مذاکرہ کیا کرتے تھے۔ فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور اس کی جزئیات کا مکمل استحضار تھا۔ فقہ سے محبت وشغف کی بین دلیل فتاویٰ ہندیہ (فتاویٰ عالمگیری) کی تالیف ہے، جو اُن کے زمانے میں اُن کے حکم سے ہوئی۔ ادب وشعر وشاعری پر بھی دسترس تھی، لیکن خود بھی شعر نہ کہتے اور لوگوں کو بھی اشعار میں وقت ضائع کرنے سے روکتے تھے۔

نیکی اور دینداری کے لحاظ سے متقی، متورع، نماز باجماعت کے پابند اور تہجد گزار تھے۔ جن ایام میں نبی اکرم ﷺ سے روزہ رکھنا ثابت ہے، اُن ایام میں روزے رکھنے کا معمول تھا۔

بہرحال اورنگزیب عالمگیرؒ ایسی بہتیری خصوصیات کے مالک تھے جو کسی مسلمان حکمران میں ہونی چاہئیں۔ برصغیر میں اسلامی احکام کی نشر واشاعت میں اُن کا بڑا حصہ ہے۔ یکم ذوالقعدہ ۱۰۶۸ھ (بمطابق ۲۳ر جولائی ۱۶۵۸ء) کو تختِ ہند پر متمکن ہوئے۔ پچاس برس حکومت کی اور نوے برس عمر پاکر ذوالقعدہ ۱۱۱۸ھ (۲۱ر فروری ۱۷۰۷ء) کو دکن میں وفات پائی۔ (نزہۃ الخواطر، ج:۶، ص:۳۷)

فتاویٰ عالمگیری کے اصل محرک:

اورنگزیب عالمگیر علمی ذوق کے مالک تھے۔ اُن کا اپنا ذاتی وسیع کتب خانہ تھا، جو ان کے آباء و اجداد کے زمانے سے چلا آرہا تھا، جس سے فتاویٰ کی ترتیب وتألیف میں علماء مدد حاصل کرتے تھے۔ جو علمائے کرام ترتیب فتاویٰ کا کام انجام دے رہے تھے، ان کے علمی مرتبے کے مطابق ان کے لئے وظائف وعطایا کا انتظام کیا گیا تھا۔ اورنگزیبؒ کے زمانے میں اکابر علماء اور ائمۂ مذہب فہم مسائل میں حنفی فقہ کے مطابق فتوے دیتے رہے اور عملی اسلامی زندگی فقہ حنفی کا مظہر ہوا کرتی تھی۔ ادھر جو مسائل کتب فقہ اور نسخہ ہائے فتاویٰ میں مذکور تھے، فقہاء وعلماء میں اختلاف کی وجہ سے روایاتِ ضعیفہ اور اقوالِ مختلفہ مخلوط ہوکر رہ گئے تھے، جس کی وجہ سے بہت سے مفتیان ضعاف پر فتوے دیتے اور انہی پر عمل کرتے تھے۔ عالمگیرؒ کے قلب وضمیر پر یہ بات القاء ہوئی کہ تمام بلند مرتبت علماء وفقہاء کے اجتماع واشتراک سے یہ اہم کام کیا جائے کہ علماء ان کے کتب خانہ خاص میں فن فقہ کے معتبر ذخیرہ کو مرکزِ توجہ ٹھہرا کر ایسی جامع کتاب مرتب کریں، جس کے تمام مسائل مفتیٰ بہا ہوں، تاکہ فتویٰ جاری کرنے میں قاضی اور مفتیان اسلام، اس موضوع سے متعلق تمام کتب اور مختلف ذخائرِ فقہ کے تتبع اور تفحص سے بے نیاز ہوجائیں۔

اس مہم کو کامیابی سے سرانجام دینے کے لئے عالمگیرؒ نے اس عظیم کارنامے کی انجام دہی کے لئے شیخ نظام الدین برہان پوریؒ کی سرکردگی میں ایک جماعت تشکیل دی۔ علماء وفضلاء کی جو جماعت دار الخلافہ میں موجود تھی، اس خدمت میں مصروف ہوگئی۔ علاوہ ازیں سلطنتِ ہند کے ہر گوشے میں اطلاعات پہنچادی گئیں اور ان علوم میں جو حضرات مہارت رکھتے تھے، بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

اس سلسلے میں ان کے لئے معقول وظائف اور بادشاہ کے کتب خانہ خاص سے کتابوں کی رسائی کا بہترین انتظام کیا گیا۔ (عالمگیر نامہ، بحوالہ برصغیر میں علم فقہ، ص:۲۸۱)

فتاویٰ عالمگیری کا سن تالیف:

یقین اور قطعیت کے ساتھ یہ کہنا مشکل ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کی تصنیف وتالیف کا آغاز کب ہوا اور کتنی مدت میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا، البتہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تالیف کا آغاز ۱۰۷۷ھ یا ۱۰۷۸ھ میں ہوا، اور تکمیل ۱۰۸۰ھ یا ۱۰۸۱ھ میں ہوئی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ''عالمگیر نامہ'' کے مصنف منشی محمد کاظم بن محمد امین نے ایک عنوان قائم کیا ہے:

''آغاز سال دہم والائے دولت عالمگیری .... مطابق سنہ ہزار وہفتاد وہفت ہجری''۔

اس عنوان کے تحت عالمگیر نامہ میں گیارہویں سال جلوس کا ذکر ہے اور اسی ضمن میں فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب کا بھی تذکرہ ہے۔ چونکہ عالمگیر نامہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے پہلے دس سالہ دورِ حکومت کے واقعات پر مشتمل ہے، اور فتاویٰ عالمگیری کا ذکر اس کتاب کے آخر میں کیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ اس فتاویٰ کی تالیف اس وقت شروع ہوئی، جب عالمگیرؒ کو تختِ ہند پر متمکن ہوئے دس سال کا عرصہ گزر چکا تھا، جو کہ تاریخی اعتبار سے ۱۰۷۷ھ یا ۱۰۷۸ھ بنتا ہے، لیکن فتاویٰ عالمگیری کی تالیف کا سلسلہ اسی سال اختتام پذیر نہیں ہوا تھا، کیونکہ عبارت کے آخری الفاظ یہ بتاتے ہیں کہ کتاب لکھی جارہی ہے۔ عبارت یہ ہے:

> ''وچوں آں کتاب مستطاب صورتِ اتمام گیرد وپیرایۂ اختتام پذیرد، جہانیاں را از سائر کتب فقہی مغنی خواہد بود وبرکات اجر وثوابش ابدالآباد درنسخۂ حسنات شہنشاہ مؤید قدسی ملکات مثبت ومرقوم خواہد گشت''۔

عام طور پر مشہور ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب وتدوین پر دو سال کی مدت صرف ہوئی، اگر یہ صحیح ہے تو اس کی تالیف کا آغاز ۱۰۷۷ھ یا ۱۰۷۸ھ میں ہوا، اور تکمیل ۱۰۸۰ھ یا ۱۰۸۱ھ میں ہوئی۔

فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب وتنسیق:

دیگر کتب فقہ کی طرح اس میں بھی ''کتاب'' کے عنوان کے تحت ابواب ہیں اور پھر ہر باب کے تحت فصول کے نام سے کچھ ذیلی عنوانات قائم کر کے مسئلہ زیر بحث سے متعلق بہت سے ضمنی مسائل کی

وضاحت کی گئی ہے، مثلاً: کتاب الطہارۃ سات ابواب پر مشتمل ہے، جنہیں ''الباب الاول''، ''الباب الثانی''......الخ کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے اور پھر اس کے تحت پانچ فصلیں ہیں، جنہیں ''الفصل الاول''، ''الفصل الثانی'' وغیرہ سے معنون کیا گیا ہے، زیادہ واضح الفاظ میں یوں سمجھنا چاہئے:

(كتاب الطهارة) وفيه سبعة ابواب: الباب الاول في الوضوء وفيه خمسة فصول، الفصل الاول في فرائض الوضوء. الفصل الثاني في سنن الوضوء. الفصل الثالث في مستحبات الوضوء. الفصل الرابع في مكروهات الوضوء. الفصل الخامس في نواقض الوضوء. الباب الثاني في الغسل وفيه ثلاثة فصول. الفصل الاول في فرائضه. الفصل الثاني في سنن الغسل. الفصل الثالث في المعاني الموجبة للغسل وهي ثلاثة.

یہی طریق کار تقریباً پوری کتاب میں ہے، سوائے چند جگہوں کے، مثلاً: ''كتاب اللقيط، كتاب اللقطة، كتاب الإباق'' اور ''كتاب المفقود'' کے تحت باب کا عنوان نہیں، اسی طرح کتاب القاضی کے تحت ابواب تو ہیں، مگر ان کے نیچے فصل کا عنوان نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں اس بات کا تقریباً التزام کیا گیا ہے کہ ہر کتاب کے شروع میں مسئلہ متعلقہ کے معنی ومطلب کی وضاحت کی گئی ہے، مثلاً: ''كتاب الحوالة'' کی ابتداء میں بتایا گیا ہے کہ حوالہ کے کیا معنی ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری کی علمی وفقہی حیثیت:

فتاویٰ ہندیہ کو علمی وفقہی دنیا میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، کیونکہ اس میں جو مسائل بیان ہوئے ہیں، وہ فقہ حنفی کی رو سے یا تو راجح اور مفتیٰ بہ ہیں یا ظاہر الروایہ میں سے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ فقہ کی تمام اہم اور قابل ذکر کتابوں کا نچوڑ ہے، اس کے مآخذ اور مراجع فقہ حنفی میں بڑی وقعت رکھتے ہیں۔

خصوصیاتِ فتاویٰ عالمگیری:

فتاویٰ عالمگیری اپنے اندر کچھ ایسی خصوصیات رکھتا ہے جو فتاویٰ کی دوسری کتابوں میں نہیں یا بہت کم ہیں، اس کی چند اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

۱......اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کسی ایک شخص کی تالیف نہیں، بلکہ علماء کی ایک ممتاز جماعت کی محنت اور جد وجہد کا نتیجہ ہے، اس لئے اس میں فقہی اعتبار سے غلطی کا امکان کم ہے۔

۲......ہر مسئلہ کے ساتھ اس کے مآخذ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے، جس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے، اگر اس میں کسی دوسری کتاب سے نقل کیا گیا ہے تو ''ناقلا عن فلان'' کرکے اصل مأخذ کی طرف بھی اشارہ کردیا۔

۳......اگر مسئلہ کے بارے میں دو مختلف اقوال ہیں اور دونوں میں سے کوئی قابل ترجیح نہیں تو

دونوں کو مع حوالہ نقل کر دیا گیا ہے۔

۴......اگر کسی کتاب کی لفظ بلفظ نقل ہے تو ''کذا'' لکھ دیا ہے اور اگر اس کا خلاصہ اور مفہوم لیا ہے تو ''ھکذا'' سے اشارہ کر دیا گیا ہے۔

۵......اس کتاب کے فارسی اور اردو زبانوں میں ترجمے کئے گئے ہیں، تاکہ اس کے مضامین اور مندرجات سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہوسکیں۔

فتاویٰ عالمگیری کے مآخذ:

فتاویٰ عالمگیری فقہ کی تمام اہم اور معتبر کتابوں کا خلاصہ اور عطر ہے، ذیل میں عالمگیری کے چند مشہور اور کثیر المراجعۃ مآخذ کی فہرست دی جاتی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علماء نے کس محنت اور جانفشانی سے فقہ وفتاویٰ کا یہ ذخیرہ جمع کیا ہے۔

۱......الهداية، برهان الدين مرغيناني. ۲......ذخيرة العقبى شرح منية المصلي. ۳......جامع المضمرات، صوفي يوسف بن عمر كادوري. ۴......بدائع الصنائع، أبوبكر الكاساني. ۵......المغني، ابن قدامه حنبلي. ۶......شرح الهداية للعيني. ۷......فرائض الزاهدي، مختار بن محمود. ۸......محيط السرخسي. ۹......المحيط البرهاني، صدر الشريعة محمود بن تاج الدين. ۱۰......ظهيرية، ظهير الدين بخاري. ۱۱......فتاوىٰ قاضي خان، حسن بن منصور أوزجندي. ۱۲......شرح الوقاية. ۱۳......التبيين، امام نسفي. ۱۴......السراج الوهاج، أبوبكر الحدادي. ۱۵......فتح القدير، كمال الدين ابن همام. ۱۶......البحر الرائق، زين الدين ابن نجيم. ۱۷......الجامع الصغير، امام محمد. ۱۸......الجامع الوجيز، كردري. ۱۹......تاتارخانية، عالم بن علاء. ۲۰......فتاوىٰ سراجية، أوشني فرغاني. ۲۱......الإختيار لتعليل المختار، عبد الله الموصلي. ۲۲......الكفاية شرح الهداية جلال الدين خوارزمي. ۲۳......فتاوىٰ برهانية. ۲۴......الجوهرة النيرة، أبوبكر الحدادي. ۲۵......قنية المنية، نجم الدين الزاهدي. ۲۶......النهر الفائق، عمر بن إبراهيم ابن نجيم. ۲۷......فتاوىٰ الحجة. ۲۸......النهاية، حسين بن علي السغناقي. ۲۹......الوافي، عبد الله النسفي. ۳۰......خزانة الفقه، امام أبو الليث. ۳۱......الملتقط، محمد بن يوسف سمرقندي ۳۲...... شرح المنية، حجمي. ۳۳......فتاوىٰ غياثية، شيخ داؤد بن يوسف. ۳۴......الشمني، تقي الدين شمني. ۳۵......فتاوىٰ شيخ الإسلام المعروف بخواهر زاده. ۳۶......عتابية. ۳۷......منية المصلي، سديد الدين كاشغري. ۳۸......خزانة المفتين، امام حسين بن محمد المنقاني. ۳۹......رمز الحقائق شرح كنز، عيني. ۴۰......المفيد

والمزید. ۴۱......حلیلة المجلی شرح المنیة لابن امیر الحاج. ۴۲......کنز الدقائق، عبد الله النسفی. ۴۳......خزانة الفتاویٰ، أحمد بن محمد الخفقی. ۴۴......الأسرار فی الأصول والفروع،أبوزید الدبوسی. ۴۵......شرح الزیادات. ۴۶......شرح النقایة، شیخ المکارم. ۴۷......الصغیری، حلبی. ۴۸......الکبیری، حلبی. ۴۹......شرح المجمع، ابن الملک. ۵۰......التجنیس،صاحب الهدایة. ۵۱......التنویر شرح تلخیص الجامع الصغیر. ۵۲......العنایة شرح الهدایة، محمد بن محمود بابرتی. ۵۳......فتاویٰ الغرائب. ۵۴......فتاویٰ آهو الصیرفیة. ۵۵......مختار الفتاویٰ. ۵۶......مختصر القدوری، امام قدوری. ۵۷......فتاویٰ التمرتاشی، ظهیر الدین حنفی. ۵۸......ینابیع الأحکام، اسفرائینی. ۵۹......الوقایة، محمود بن عبید الله محبوبی. ۶۰......النقایة، صدر الشریعة عبید الله بن مسعود. ۶۱......مختارات النوازل، صاحب الهدایة. ۶۲......شرح النقایة، برجندی. ۶۳......الغایة شرح الهدایة، أحمد بن إبراهیم السروجی. ۶۴......الفصول العمادیة ، جمال الدین حنفی. ۶۵......الحاوی القدسی، جمال الدین أحمد بن محمد. ۶۶......فصول الأستروشنی، مجد الدین أبو الفتح.

ان کے علاوہ اور بھی کئی مراجع اور مآخذ ہیں:

فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین:

فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں ہندوستان میں عالمگیر کے دور کے تقریباً تمام ممتاز علماء وفقہاء شریک تھے، جن میں خود عالمگیر بھی ذاتی دلچسپی سے شریک کار رہے، لیکن اس عظیم کارنامے میں کتنے حضرات شریک تھے، ان کی صحیح تعداد کا حتمی اندازہ نہیں لگایا جاسکا۔ مختلف اصحابِ تحقیق نے اس موضوع پر لکھا ہے، جس کو جس عالم کے متعلق علم ہوا، اس کا ذکر کردیا۔ مولانا اسحاق بھٹی صاحب نے ''برصغیر میں علم فقہ'' نامی کتاب میں اٹھائیس حضرات کا نام ذکر کیا ہے، جو اس عظیم کام میں شریک ہوئے، جن کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں:

۱......شیخ نظام الدین برہان پوریؒ:

فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب وتالیف پر بہت سے علماء مقرر ہوئے اور اس کا اہتمام، اُس دور کے مشہور عالم شیخ نظام الدین برہان پوریؒ کے سپرد کیا گیا، چنانچہ نزہۃ الخواطر (ج:۵،ص:۶۵۶) میں علامہ عبدالحی حسنیؒ ان کے حالات میں لکھتے ہیں۔ ''ولاّہ تدوین الفتاویٰ الهندیة وترتیبها باستخدام الفقهاء الحنفیة''۔ اور اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں:

''وولی أربعة رجال منهم تحت أمره ای الشیخ نظام الدینؒ فقسم أرباعها علی أربعتهم، أحدهم القاضی محمد حسین الجونپوری

المحتسب وثانيهم السيد علي أكبر أسعد الله خاني وثالثهم الشيخ حامد الجونپوري ورابعهم المفتي محمد أكرم اللاهوري''۔

شیخ نظام الدینؒ مشہور فقہاء حنفیہ میں سے تھے، ان کا وطن برہان پور (گجرات) تھا، ان کے اساتذہ میں سے مشہور شخصیات شیخ نصیر الدین برہان پوریؒ اور شیخ ابوتراب بن ابی المعالی ایٹھوی رحمہم اللہ تھے۔ عالمگیرؒ کو شہزادگی کے زمانے میں جب دکن کا انتظام سپرد ہوا تو وہیں شیخ نظام الدینؒ سے ملاقات ہوئی اور ان کو اپنے دامنِ دولت سے وابستہ کرلیا اور پھر آخر وقت تک ان کو جدا نہیں کیا۔ عالمگیرؒ کی کوئی علمی وسیاسی مجلس مشکل سے شیخ نظام الدینؒ کی شرکت سے خالی ہوتی تھی۔ عالمگیرؒ ان کا اتنا احترام کرتا تھا کہ آداب وتسلیم کی پابندی سے انہیں مستثنیٰ کردیا تھا۔ اس کی واضح دلیل فتاویٰ کی ترتیب کی ذمہ داری ان کے حوالے کرنا ہے۔ عالمگیر نامہ کے مصنف لکھتے ہیں:

''وسرکردگی واہتمام ایں مہم صواب انجام بفضیلت مآب شیخ نظامؒ کہ جامع فضائل معقول ومنقول است تفویض یافت''۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، ص:۲۷)

۲......شیخ نظام الدین ٹھٹھوی سندھیؒ:

یہ سندھ کے ایک بلند پایہ علمی خانوادے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد شیراز کے رہنے والے تھے، جنہوں نے بعد میں ہرات میں سکونت اختیار کرلی تھی، ۹۰۶ھ میں ہرات سے قندھار منتقل ہوئے، اکیس سال وہاں مقیم رہنے کے بعد ۹۲۷ھ میں سندھ کے شہر ٹھٹھہ تشریف لائے۔ شیخ نظام الدینؒ فقہ میں کافی دسترس رکھتے تھے، اسی علم ودانائی نے انہیں دربارشاہی میں پہنچایا اور وہاں مختلف مناصب پر مامور ہوئے اور دوسرے علماء کے ساتھ فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں حصہ لیا، چنانچہ تذکرۂ علمائے ہند (ص:۲۸۸) میں ہے:

''سید نظام الدین ٹھٹھویؒ در فقہ اوفق انام ودر علوم اعلم کرام برآمدہ، بجذبۂ طبع گرائیدہ سوئے شاہ جہاں آباد شتافت ودر تالیف فتاویٰ عالمگیری بسے مشکلات حل کردہ''۔ (بحوالہ برصغیر میں علم فقہ ص:۲۹۲)

نزہۃ الخواطر (ج:۵،ص:۶۵۶) میں ہے:

''سافر إلى دهلي وبذل جهوده في تدوين الفتاوىٰ الهندية''۔

۳......شیخ ابوالخیر ٹھٹھویؒ:

شیخ ابوالخیرؒ بھی صوبہ سندھ کے مشہور علمی شہر ٹھٹھہ کے رہنے والے تھے اور فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین میں سے تھے، تذکرہ علمائے ہند میں ان کے بارے میں مرقوم ہے:

''شیخ ابوالخیر ٹھٹھوی در فتاویٰ عالمگیری شریک استنباط مسائل بود''۔

استنباط مسائل سے غالباً مراد یہ ہے کہ فقہاء احناف کے مختلف اقوال میں جو قول کتاب وسنت کے مطابق ہوتا، اس کی وہ نشاندہی کرتے تھے، اس سے ان کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص:۱۰۲)

''نزہۃ الخواطر، ج:۵، ص:۴۶۸'' میں ہے:

''ولاّہ عالمغیر بن شاھجھان الدھلوی سلطان الھند علی تدوین الفتاویٰ الھندیة''.

۴...... شیخ رضی الدین بھاگل پوریؒ:

یہ عالم اور فقیہ تھے، اپنے دور کے اکابر علماء میں سے تھے، ترویج علم میں مشغول رہے، یہاں تک کہ ان کے علم وفضل کی شہرت چار سو پھیل گئی۔ ان میں ایک خوبی یہ بھی تھی کہ یہ قواعد حرب اور ملکی سیاست میں مہارت رکھتے تھے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں بھی ان کی شرکت تھی، چنانچہ مآثر عالمگیری میں ہے: ''در مؤلفین فتاویٰ عالمگیری منخرط بود''۔ (بحوالہ برصغیر میں علم فقہ، ص:۲۹۶)

''نزہۃ الخواطر: ج:۵، ص:۵۳۰'' میں ہے:

''فاستخدمه عالمگیر فی تألیف الفتاویٰ الھندیة''۔

۵...... مولانا محمد جمیل جونپوریؒ:

یہ ہندوستان کے عظیم المرتبت علماء میں سے تھے، جو جونپور کے ایک علمی خاندان میں ۱۰۵۵ھ کو پیدا ہوئے۔ موصوف انتہائی ذہین تھے، ملکۂ فراست بدرجۂ غایت کے حامل تھے، ان کی عمدہ تصانیف ہیں، جن میں سے مطول اور شرح جامی کا حاشیہ بھی شامل ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں ان کی خدمات کا ذکر ''نزہۃ الخواطر: ج:۶، ص:۸۱۲'' میں ان الفاظ کے ساتھ ہے: ''وله يد بيضاء فی تألیف الفتاویٰ الھندیة''۔

علامہ مرحوم کا انتقال ۶ رجب ۱۱۲۳ھ میں ہوا۔

۶...... قاضی محمد حسین جونپوریؒ:

جونپور کے باشندے اور اپنے وقت کے ممتاز علماء میں سے تھے، فقہ اور اصول میں انہیں خصوصیت سے وافر مقدار میں حصہ ملا تھا۔ اورنگزیب عالمگیرؒ جب تخت نشین ہوئے تو انہوں نے اپنے اوائل عہد حکومت میں انہیں الٰہ آباد منتقل کر دیا اور وہاں کی مسند قضا ان کے سپرد کی گئی۔ بعد از اں ان کے منصب میں اضافہ کر کے انہیں فوج کے محکمۂ احتساب پر متعین کیا گیا۔ ان کے کمالات کی بنا پر ان کو بھی فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں شریک کیا گیا، تذکرہ علمائے ہند میں ہے:

''در تالیف فتاویٰ عالمگیری سعی نمودہ''۔ (بحوالہ فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین،ص:۳۴)

''نزہۃ الخواطر: ج:۵،ص:۶۳۰''میں ہے:

''وهو ممن بذل جهوده في تدوين الفتاوىٰ الهندية''۔

علامہ موصوف کا انتقال ۱۰۸۰ھ میں ہوا۔

۷...... مفتی وجیہ الدین گوپامئویؒ:

اودھ کا مشہور اور مردم خیز قصبہ گوپامئوان کا وطن تھا۔۲؍رجب ۱۰۰۵ھ میں ان کی ولادت ہوئی، علم اپنے دادا شیخ جعفرؒ وغیرہ سے حاصل کیا، تصنیفی میدان میں بھی خاص شہرت کے حامل تھے۔ان کی تصانیف میں سے حصن حصین کی شرح، خیالی اور مطول پر تعلیقات اور تصوف سے متعلق رسائل حلقۂ علماء میں مشہور ہیں۔فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں ان کا بھی حصہ تھا۔نزہۃ الخواطر: ج:۵،ص:۶۶۱''میں ہے۔

''وله مشاركة في تصنيف الفتاوىٰ الهندية ذكره السهارنپوريؒ في مرآة جهان نما وقال إنه أمر بتاليف الربع من ذلك الكتاب وتحت يده عشرة رجال من الفقهاء''۔

فتاویٰ کی تالیف میں ان کے کام کی نوعیت کا اندازہ ذیل کی عبارت سے بھی ہوتا ہے۔

زمخشری کی قسطاس کا ایک قلمی نسخہ خدابخش خان کی لائبریری میں ۱۲۰۰ھ کا لکھا ہوا موجود ہے،اس پر شیخ وجیہہ الدین کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کوئی عبارت ہے، کاتب اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

''عبارت منقول از دستخط مولانا وجیہہ الدینؒ رئیس فتاویٰ عالمگیری''۔

اس عبارت کے آخری ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ کی تالیف میں ان کا کافی حصہ تھا، اور اُنہیں اس میں کوئی امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین،ص:۳۵)

علامہ موصوف کا انتقال ۵؍جمادی الاخری ۱۰۸۳ھ کو دہلی میں ہوا۔

۸...... سید محمد بن محمد قنوجیؒ:

محمد نام اور میر خطاب تھا،قنوج مقام پر ان کی پیدائش ہوئی،وہیں پرورش پائی۔علم کے لئے سفر کیا اور پھر وطن واپس آکر گھر میں گوشہ نشین ہوگئے اور عبادت اور افادہ کے لئے اپنے آپ کو اس طرح وقف کردیا کہ دنیاوی معاملات کے لئے کبھی گھر سے باہر قدم نہیں رکھتے تھے۔شاہجہاں نے اُنہیں اپنے دربار میں بلایا۔یہ ایک زمانہ تک ان کے ساتھ رہے،ان کے بعد ان کے بیٹے عالمگیر نے ان کی مصاحبت اختیار کی۔عالمگیر ان کا نہایت احترام کرتے تھے اور ہفتہ میں تین دن ان سے احیاء علوم، کیمیائے سعادت اور فتاویٰ ہندیہ سے متعلق بحث ومباحثہ کرتے۔عالمگیرؒ انہیں استاد کہہ کر پکارتے۔علامہ قنوجیؒ نے

کبھی امارت ومنصب کی طرف متوجہ ہوئے اور نہ ہی علماء کی وضع قطع سے نکلے، حالانکہ یہ اپنے شہر میں صاحب جائداد اور کئی گاؤں کے مالک تھے۔

علوم ریاضیہ اور علوم عربیہ میں اُنہیں دسترس حاصل تھی، انہوں نے علامہ تفتازانیؒ کی کتاب ''مطول'' پر حاشیہ تحریر فرمایا۔ فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں بڑی خدمات سرانجام دیں، چنانچہ ''تذکرہ علمائے ہند: ص:۲۱۶'' میں ہے:

''در تالیف فتاویٰ عالمگیری مساعی جمیل بکار بردہ''۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص:۲۹)

میر صاحب کا انتقال ۱۱۰۱ھ کو ہوا۔

۹......مولانا حامد جونپوریؒ:

مولانا حامد جونپوریؒ بڑے فقہاء میں سے تھے۔ عنفوان شباب ہی میں دلی چلے گئے، وہاں شاہجہانی دربار کے مشہور عالم مرزا محمد زاہد کابلیؒ (منطق میں میر زاہد اُن ہی کی تصنیف ہے) کی خدمت میں پہنچے۔ عربی کی اکثر متداول کتابیں ان سے پڑھیں۔ علوم وفنون میں خوب محنت کی، یہاں تک کہ اپنے اساتذہ کی زندگی ہی میں کئی علوم میں فوقیت حاصل کرلی تھی۔ شاہجہاں کے بعد جب عالمگیرؒ تخت پر بیٹھا تو اس نے بھی دربار کے تعلق اور مناصب کو برقرار رکھا اور فتاویٰ کی تالیف کے لئے ان کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔ چنانچہ تذکرہ علمائے ہند میں ہے:

''و در عہد عالمگیرؒ داخل مؤلفین فتاویٰ شد''۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص:۱۰۴)

''نزہۃ الخواطر: ج:۶، ص:۱۰۷'' میں ہے:

''استخدمه عالمگیر بن شاهجهان لتدوين الفتاویٰ الهندية''۔

۱۰......مولانا جلال الدین محمد مچھلی شہریؒ:

مچھلی شہر ضلع جونپور کے باشندے تھے، ان کا نسب نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ سے ملتا ہے۔ میدان علم میں آئے تو فقہ واصول میں خاص امتیاز حاصل کی، درس وتدریس کا چشمہ فیض جاری کیا، جس سے لوگ ایک عرصہ تک مستفیض ہوتے رہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ان کی خدمات کا ذکر ''مشاہیر جونپور ص:۱۲۲'' میں موجود ہے، مصنف لکھتے ہیں:

''از تصنیفات وتالیفاتش فتاویٰ عالمگیری حصہ اول است کہ حسب اُمر سلطانی جمع نمود''۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مصنفین، ص:۱۰۳)

علامہ عبدالحی حسنیؒ ''نزہۃ الخواطر، ج:۶، ص:۲۰۸'' میں لکھتے ہیں:

''وشارک العلماء فی تصنیف الفتاویٰ الهندية بأمر عالمگير بن

شاهجهان سلطان الهند، وقیل: إنه صنّف المجلد الأول منها وحده''۔

۱۱......قاضی علی اکبرالہ آبادیؒ:

قاضی صاحب علوم عقلیہ میں کافی مہارت رکھتے تھے، سعد اللہ خان (عالمگیرؒ کے دربار کے مقبول ترین آدمی) کے خاص ہم نشینوں میں تھے، اسی تعلق سے ''سعد اللہ خانی'' مشہور ہوگئے تھے۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، ص:۱۰۱)

پھر عالمگیرؒ نے اُنہیں اپنے قریب کیا اور اپنے بیٹے کا اتالیق مقرر کیا۔ جب عالمگیر ان کی فوقیتِ علم اور تقویٰ پر مطلع ہوئے تو اُنہیں لاہور کے محکمۂ قضا پر مقرر کردیا۔ اکثر امراء ان سے ناراض رہتے، لیکن عالمگیرؒ کی ہیبت اور دبدبے کی وجہ سے کسی کو آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ ہوسکی۔ اسی اثناء میں امیر قوام الدین اصفہانی کو لاہور کا والی مقرر کیا گیا، اس نے نظام الدین کوتوال کو اشارہ کیا کہ ان پر قابو پائے۔ اس نے اپنے آدمیوں کی طاقت سے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قاضی علی اکبرؒ اور ان کے بھانجے سید فاضل کو قتل کردیا گیا۔ جب یہ بات عالمگیرؒ کو معلوم ہوئی تو اس نے قوام الدین اور نظام الدین کو معزول کر کے، نظام الدین کو قاضی کے ورثا کے حوالے کردیا، انہوں نے اُسے قصاصاً قتل کردیا، جبکہ ورثا نے قوام الدین کو معاف کردیا۔

قاضی صاحبؒ مصنف بھی تھے، ان کی مشہور تصنیفات میں سے فصول اکبری، اصول اکبری اور اس کی شرح ہیں۔

فتاویٰ کی تالیف میں مقرر کئے گئے، جیسا کہ ''فرحۃ الناظرین، ص:۸۴'' میں ہے:

''بتالیف فتاویٰ عالمگیری مامور شدہ بعنایت خلیفہ رحمانی امتیاز داشت''۔

(بحوالہ فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، ص:۱۰۱)

نزہۃ الخواطر، ج:۵، ص:۵۹۰'' میں ہے:

''وکان ممن ولی النظارة علی تدوین الفتاویٰ العالمگیریة''۔

قاضی علی اکبر کی وفات ۱۰۹۰ھ میں ہوئی۔

۱۲......قاضی عبد الصمد جونپوریؒ:

قاضی موصوف نہایت فاضل آدمی تھے، فقہ اور اصول فقہ کے چوٹی کے علماء میں سے تھے، بہت سے علوم میں مہارت حاصل کی اور پھر دہلی آئے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں شریک رہے۔

''نزہۃ الخواطر، ج:۶، ص:۱۵۷'' میں ہے:

''وشارک العلماء فی تصنیف الفتاویٰ الهندیة''۔

موصوف کا انتقال ۲۷ رجب کو دکن میں ہوا۔

۱۳......مولانا ابوالواعظ ہرگامیؒ:

مولانا ابوالواعظؒ اپنے وقت کے مشاہیر علماء میں سے تھے۔ اُن کا محبوب مشغلہ درس وتدریس تھا۔ انہوں نے اپنی بہت سی یادگاریں چھوڑی ہیں، ان میں ہدایہ، مطول اور ملا جلال کے حواشی خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ان سب کے علاوہ ان کا سب سے بڑا کارنامہ فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں شرکت ہے، آمدنامہ میں ہے:

''تالیف فتاویٰ عالمگیری شرکت داشتند''۔ (بحوالہ فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین ص:۹۴)

''نزہۃ الخواطر، ج:۵، ص:۴۷۶'' میں ہے:

''وکان ابو الواعظ من مصنفی الفتاویٰ الهندية''۔

۱۴......مفتی ابوالبرکات دہلویؒ:

فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین کی طویل فہرست میں دہلی کے مفتی ابوالبرکات بن حسان الدینؒ بھی شامل ہیں۔ مفتی ابوالبرکاتؒ کا شمار اس زمانے کے کبار فقہاء حنفیہ میں ہوتا تھا۔ فقہی مسائل سے متعلق ان کی تصنیف ''مجمع البرکات'' کے نام سے ہے۔ عالمگیرؒ کے زمانے میں وہ مسندِ افتاء پر فائز ہوئے۔

''نزہۃ الخواطر، ج:۶، ص:۶۸۲'' میں ہے:

''وهو من مصنفی الفتاویٰ الهندية''۔

۱۵......شیخ احمد بن ابی منصور گوپامئویؒ:

مولانا موصوف گوپامئو کے علمی خطے میں پیدا ہوئے، اپنے والد شیخ ابوالمنصورؒ اور علامہ احمد بن سعید امیٹھویؒ (المعروف بہ ملاجیون) سے علم حاصل کیا۔ ہمیشہ علمی مباحث میں مشغول رہتے، علم فقہ واصول اور علوم عربیہ کے نامور عالم تھے، اسی بنا پر عالمگیرؒ نے فتاویٰ کی ترتیب کے لئے ان کی خدمات حاصل کیں، چنانچہ ''نزہۃ الخواطر، ج:۶، ص:۲۹۲'' میں ہے:

''واستخدم فی تالیف الفتاویٰ الهندية''۔

۱۶......مولانا عبدالفتاح صدائیؒ:

شیخ ابوالفرح عبدالفتاح بن ہاشم صدائیؒ کا شمار دورِ گزشتہ کے مشاہیر فقہائے ہند میں ہوتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تالیف میں اہم علمی وفقہی خدمات انجام دیں، چنانچہ ''نزہۃ الخواطر، ج:۶، ص:۲۵۷'' میں

ہے: ''وشارک العلماء فی تصنیف الفتاویٰ الهندية وبذل جهده فيه''۔

۱۷......قاضی عصمت اللہ لکھنویؒ:

اٹھارہ واسطوں سے ان کا سلسلۂ نسب شہرۂ آفاق صوفی، ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔ قاضی عصمت اللہؒ بڑے فاضل آدمی تھے۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ علوم وفنون میں مہارت حاصل کی۔ قاضی صاحبؒ بڑے سخی اور فیاض تھے، روزانہ ۲۰۰ طلباء کو کھانا کھلاتے اور رمضان میں روزانہ ایک ہزار افراد کو اپنے ذاتی باورچی خانہ سے کھلاتے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تصنیف میں شریک رہے، جیسا کہ ''نزہۃ الخواطر، ج:۶،ص:۲۶۷'' میں ہے:

''وکان من مصنفی الفتاویٰ الهندية''۔

۱۸......قاضی محمد دولت فتح پوریؒ:

قاضی محمد دولتؒ، موضع سہالی میں پیدا ہوئے، وہیں پرورش پائی اور شیخ قطب الدین بن عبد الحلیم سہالویؒ سے علم حاصل کیا، وہاں سے دہلی گئے اور تصنیف فتاویٰ کا کام انجام دیا۔ ''نزہۃ الخواطر، ج:۶،ص:۸۱۶'' میں ہے:

''ودخل فی زمرة مؤلفی الفتاویٰ الهندية''۔

۱۹......مولانا محمد سعید سہالویؒ:

ملا سعیدؒ، ملا قطب الدین سہالویؒ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ تعلیم کی تکمیل اپنے والد ہی سے کی اور عرصہ تک والد کے ساتھ درس وتدریس کا مشغلہ رکھا۔ والد کی شہادت کے بعد عالمگیرؒ کے دربار سے تعلق رکھا اور فتاویٰ کی تالیف میں شریک رہے۔ ''نزہۃ الخواطر، ج:۶،ص:۸۱۹'' میں ہے:

''له مشارکة فی تالیف الفتاویٰ الهندية''۔

۲۰......شیخ محمد غوث کاکوریؒ:

مولانا موصوف ۱۰۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ مکتبی تعلیم کے بعد ملا محمد زمانؒ، ملا ابوالواعظؒ اور مولانا قطب الدین سہالویؒ سے علم حاصل کیا، پھر دہلی چلے گئے۔ عالمگیرؒ ان کا بڑا اعزاز کرتے تھے اور حدیث میں خاص طور سے ان سے استفادہ کیا تھا۔ فتاویٰ کی تصنیف میں ان کا بھی ہاتھ ہے، چنانچہ ''نزہۃ الخواطر، ج:۶،ص:۸۳۲'' میں ہے:

''ولی تدوین الفتاویٰ الهندية فدخل فی زمرة مؤلفيها''۔

۲۱......مفتی محمد اکرم لاہوریؒ:

پہلے بتایا گیا کہ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کا کام ابتداء میں جن علماء کے سپرد کیا گیا، ان میں مفتی محمد اکرم لاہوریؒ بھی تھے۔ یہ مفتی محمد اکرم لاہوریؒ کون تھے؟ غالبًا یہ وہی ہیں جنہیں تذکرہ نویسوں نے مفتی قاضی محمد اکرم دہلویؒ تحریر کیا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ اصلاً لاہوری تھے، بعد میں دہلی تشریف لے گئے۔ عظیم فقہاء میں سے تھے۔ (برصغیر میں علم فقہ، ص:۳۳۶)

اکابر علماء سے علم وافتاء کے وارث بنے۔ طویل عرصے تک دہلی میں مسند افتاء پر فائز رہے، پھر اورنگ آباد میں مسند قضا پر متمکن کئے گئے، تمام عمر اس منصب پر فائز رہے۔ ان کی وفات ۱۱۱۶ھ میں ہوئی۔

۲۲......شاہ عبد الرحیم دہلویؒ:

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم دہلویؒ فتاویٰ عالمگیری کے باقاعدہ مرتبین میں تو شامل نہ تھے، البتہ اس کی ترتیب وتدوین کے بعد اس پر نظر ثانی میں ان کا حصہ ہے۔ (برصغیر میں علم فقہ، ص: ۳۲۸)

۲۳......ملا فصیح الدین پھلواریؒ:

مولانا موصوف پھلواری میں پیدا ہوئے، وہیں پرورش پائی اور علم حاصل کیا، اس کے بعد دہلی آئے اور ملا جیونؒ سے علم حاصل کیا، پھر اپنے وطن واپس آکر درس وتدریس میں مشغول ہوگئے۔

ان کا ذکر مرتب فتاویٰ کی حیثیت سے کسی تذکرے میں مرقوم تو نہیں، البتہ اپریل ۱۹۴۷ء کے ''معارف'' (اعظم گڑھ) میں ان کا ذکر ملتا ہے، چنانچہ ملا فصیح الدینؒ کے صاحبزادے، ملا صبیح الدینؒ کے نام سلطان عالمگیرؒ کی طرف سے جو فرمان تھا، اس میں اس کا ذکر ملتا ہے، فرمان میں ہے:

> ''دریں وقت میمنت اقتران، فرمان والا شان، واجب الاذعان صادر شد کہ یک روپیہ یومیہ از خزانہ بلدہ عظیم صوبہ بہار ویک صد وبست بیگہ زمین از پرگنہ پھلواری، مضاف صوبہ بہار در مدد معاش بصلائے تدوین فتاویٰ بنام ملا شیخ فصیح الدینؒ مقرر بود''۔ (معارف اعظم گڑھ، اپریل ۱۹۴۷ء ص: ۲۹۵)

۲۴......قاضی سید عنایت اللہ مونگیریؒ:

بعض حضرات نے قاضی عنایت اللہ مونگیریؒ کو بھی مدوّنین فتاویٰ میں شامل کیا ہے، چنانچہ اکتوبر ۱۹۴۷ء کے ''معارف'' (اعظم گڑھ) میں اس سلسلے میں کافی معلومات بیان کی گئی ہیں، لکھا ہے:

> ''عام طور پر مشہور ہے کہ مونگیر کے ایک عالم بھی فتاویٰ عالمگیری کی تدوین میں

شریک تھے، لیکن خاندانی روایات کی بنا پر باوثوق کہا جاسکتا ہے کہ محکمۂ قضا میں آنے سے قبل وہ اس مجلس تدوین کے رکن تھے''۔ (معارف اعظم گڑھ، اکتوبر ۱۹۴۷ء ص:۲۸۸)

۲۵......مولانا محمد شفیع سرہندیؒ:

مولانا محمد شفیع سرہندیؒ عہد عالمگیری کے ممتاز عالم تھے۔ عالمگیرؒ کو اُن سے بڑی عقیدت تھی۔ جب فتاویٰ کی تالیف کا کام شروع ہوا تو عالمگیرؒ نے مولانا موصوف کی خدمات بھی حاصل کیں، جس کی شاہی سند ان کے خاندان میں اب تک محفوظ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، ص:۱۰۷)

۲۶......ملا وجیہہ الربؒ:

ان کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں نہیں ملتا، فرمان شاہی کی اس عبارت سے جو مولانا محمد شفیعؒ سے تعلق رکھتی ہے، پتا چلتا ہے کہ مولوی محمد شفیعؒ کے ساتھ یہ بھی فتاویٰ کی تصنیف میں شریک تھے، عبارت یہ ہے:

''بشرط جمع فتاویٰ عالمگیری بھراہی شیخ وجیہ الرب مرحوم در وجہ معاش محمد شفیع ولد شریف محمد مقرر بود''۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، ص:۱۰۹)

۲۷......ملا غلام محمدؒ:

مارچ ۱۹۴۸ء کے ''معارف'' میں ملا غلام محمدؒ قاضی القضاۃ کے متعلق لکھا گیا ہے کہ وہ بھی مؤلفین فتاویٰ میں ہیں اور ایک قلمی کتاب ''آثار اشرف'' کا حوالہ بھی دیا گیا ہے، لیکن کوشش کے باوجود وہ کتاب دستیاب نہ ہوسکی۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، ص:۹۸)

۲۸......علامہ ابو الفرحؒ:

''حیات جلیل ص:۱۳'' میں ہے:

''امیر میران علامہ ابو الفرحؒ معروف بہ سید معدن، جو فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب وتالیف میں دیگر علماء کے دست وبازو تھے''۔

مؤلف نے کسی مآخذ کا حوالہ نہیں دیا ہے، اس لئے قطعی طور سے فتاویٰ کی تدوین میں ان کی شرکت کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، ص:۹۷)

فتاویٰ عالمگیری کے ترجمے:

فتاویٰ عالمگیری، ممتاز علماء کی شب وروز محنت کے بعد منصۂ شہود پر آئی۔ کتاب عربی میں لکھی گئی، جس کی وجہ سے تمام لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے، ان کی آسانی کے لئے اورنگزیب عالمگیرؒ نے چلپی عبداللہ اور ان کے شاگردوں کو اس کے فارسی ترجمے کے لئے مامور کیا۔

''نزہۃ الخواطر، ج:۵، ص:۵۸۰'' میں ہے:

''وأمر بترجمة الفتاویٰ الهندية''۔

''تبصرۃ الناظرین'' میں ہے:

''وچلپی عبداللہ بترجمۂ آں (فتاویٰ عالمگیری) مامور بود''۔ (فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، ص:۹۹)

اس کے بعد قاضی القضاۃ نجم الدین علی کاکورویؒ کا ایک اور فارسی ترجمہ مع مختصر شرح کے معرض وجود میں آیا، لیکن یہ صرف کتاب الجنایات ہی پر مشتمل ہے۔''نزہۃ الخواطر، ج:۷، ص:۱۱۲۱'' میں ہے:

''له مصنفات، منها شرح بسيط بالفارسي على كتاب الجنايات من الفتاوى الهندية''۔

اس کے علاوہ فتاویٰ عالمگیری کا اُردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے، یہ ترجمہ مولانا سید امیر علی ملیح آبادی کا ہے۔اس کی عظیم خصوصیت یہ ہے کہ شروع میں فاضل مترجم نے ایک مبسوط اور مفصل مقدمہ تحریر کیا ہے، جو نہایت محققانہ اور عالمانہ ہے، اس میں انہوں نے واضح کیا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں کون کون سے فتاویٰ، علمی اور فقہی اعتبار سے قابل اعتماد نہیں۔''نزہۃ الخواطر، ج:۸، ص:۱۱۹۶'' میں بھی اس کا ذکر موجود ہے، چنانچہ مصنفؒ فرماتے ہیں:

''له مصنفات عديدة...... ومنها ترجمة الفتاویٰ العالمگيرية''۔

اختتامیہ:

مندرجہ بالا سطور سے فتاویٰ عالمگیری کی تالیف کے سلسلے میں علماء وفقہاء کی محنت اور عرق ریزی واضح ہوتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ بادشاہِ وقت اورنگزیب عالمگیرؒ کی دلچسپی اور اشتیاقِ علم کا بھی پتہ چلتا ہے۔انہی مساعیٔ جمیلہ اور جانفشانی کا نتیجہ ہے کہ یہ کتاب فقہی دنیا میں مقبول عام ہے، جو عنداللہ مقبولیت کی علامت ہے۔

فجزاهم الله سبحانه وتعالیٰ عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء وجعل سعيهم مشكورا في الاولیٰ والآخرة، آمين۔

مصادر ومراجع:

۱-نزہۃ الخواطر (الإعلام بمن فی تاریخ الہند من الأعلام) مولانا عبدالحی حسنی لکھنویؒ۔

۲-برصغیر میں علم فقہ، مولانا اسحاق بھٹی۔

۳-فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین، مولانا نجیب اللہ ندوی۔

۴-معارف (اعظم گڑھ) ندوۃ المصنفین کا ماہنامہ رسالہ۔